115405 ـ باپ شادی نہ کرے تو کیا بھائی اپنی کی شادی کر سکتا ہے ؟

سوال

سوال نمبر (112758) میرا ہی ہے، میں نے اپنا گھر والد صاحب کی ملکیت میں نہیں دیا تا کہ والدہ اور بھائی کے حقوق محفوظ رہیں، میرے والد صاحب نے مجھے بھائی اور ماں سمیت گھر سے نکال دیا، اب میرے لیے ایك دین والے نوجوان کا رشتہ آیا ہے، والد صاحب کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ میرا عقد نکاح نہیں کرینگے کیونکہ میں نے ان کی معاونت نہیں جو کہ شرعا جائز نہیں ہے.
میں ان کی بیٹی نہیں کیونکہ میں نے گھر اپنے والد کے نام منتقل نہیں کیا، مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں ؟
کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میرا چونتیس سالہ چھوٹا بھائی میرا نکاح کر دے، کیونکہ میرا بڑا بھائی سفر پر گیا ہوا ہے وہ یہاں نہیں آ سکتا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ کے والد کو ہدایت دے اور آپ سب کے حالات کی اصلاح فرمائے اور آپ کے دلوں میں الفت محبت ڈالے.

ولی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی ولایت میں موجود لڑکی کو کسی کفو اور مناسب رشتہ آنے اور لڑکی کے اس رشتہ پر راضی ہونے کے باوجود شادی نہ کرے، اگر لڑکی اس رشتہ پر راضی ہو تو ولی کو اس کی شادی کر دینی چاہیے.

جب ایسا ثابت ہو جائے کہ ولی مناسب رشتہ آنے پر بھی ولی اس کی شادی نہیں کر رہا تو اس حالت میں ولایت اس سے بعد والے عصبہ ولی کو منتقل ہو جائیگی، جو کہ یہاں بھائی ہے، اگر آپ کے ہاں شرعی قاضی ہو تو آپ اپنا معاملہ قاضی کے سامنے رکھیں تا کہ وہ آپ کے والد کو آپ کی شادی کرنے کا حکم دے.

لیکن اگر تو شادی کرنے سے انکار کر دے تو پھر ولایت منتقل ہو کر آپ کے بھائی کو مل جائیگی، اور اگر شرعی قاضی نہ ہو تو پھر آپ کے بھائی کے لیے شادی کی ذمہ داری نبھانے میں کوئی حرج نہیں.

ایسا کرنا باپ کی نافرمانی اور سوء ادب شمار نہیں کیا جائیگا، بلکہ عورت کی شادی اور اس کی عفت و عصممت اور عورت سے ولی کے تسلط کور وکنے کا مشروع طریقہ یہی ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب عورت کا ولی کسی مناسب اور دینی اور اخلاقی کفو و برابری کا رشتہ آنے پر عورت کی شادی نہ کرے تو ولایت اس سے منتقل ہو کر اس کے بعد قریب ترین عصبہ مرد میں چلی جائیگی، اور اگر سارے ولی ہی انکار کر دیں جیسا کہ غالب میں ہوتا ہے تو پھر ولایت شرعی حاکم کو منتقل ہو جائیگی، اور شرعی حاکم اس عورت کی شادی کرائیگا.

شرعی حاکم پر ضروری اور واجب ہے کہ اگر معاملہ اس تك پہنچے اور اسے علم ہو جائے کہ اس عورت کے اولیاء نے اس عورت کی شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے تو وہ شرعی حاکم اس کی شادی کرائے، کیونکہ جب ولایت خاصہ حاصل نہ ہو تو حاکم شرعی کو عمومی ولایت حاصل ہوتی ہے.

اور پھر فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے کہ جب کفو و برابری کا مناسب رشتہ ولی بار بار رد کر دے تو اس سے وہ فاسق جائیگا اور اس طرح اس کی ولایت ساقط ہو جائیگی، بلکہ امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور مذہب تو یہ ہے کہ اس کی امامت بھی ساقط ہو جائیگی، اس لیے وہ نماز میں امام بھی نہیں بن سکتا، اور یہ معاملہ بہت خطرناك ہے.

جیسا کہ ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے کہ بعض لوگ اپنے ولایت میں موجود عورت اور لڑکی کا مناسب اور کفو و برابری کا رشتہ آنے پر وہ رشتہ رد کر دیتے ہیں، لیکن لڑکی قاضی کے پاس اپنا معاملہ لانے سے شرماتی ہے تا کہ وہ اس کی شادی کرے، اور یہ چیز فی الواقع پائی جاتی ہے.

لیکن اس لڑکی کو چاہیے کہ وہ مصلحت اور خرابی و مفاسد دونوں میں موازنہ کرے کہ ان میں کونسی چیز زیادہ اور شدید ہے، آیا وہ بغیر شادی کے رہے اور اس کا ولی اپنے مزاج کے مطابق اس پر حکم چلاتا پھرے، اور اگر وہ زیادہ عمر کی ہو گئی تو اس کا کوئی رشتہ بھی نہیں لےگا، یا پھر قاضی کے پاس جا کر اپنا مقدمہ پیش کرے کہ وہ شادی کرنا چاہتی ہے حالانکہ یہ اسے شرعی حق بھی ہے.

بلاشك و شبہ دوسرا عمل یعنی قاضی کے پاس جانا بہتر اور اولی ہے کہ قاضی کے پاس جا کر شادی کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ اس کا حق ہے؛ اور اس لیے بھی کہ اس کا قاضی کے پاس جانا اور قاضی کا اس کی شادی کرانے میں دوسری عورت کے لیے بھی مصلحت پائی جاتی ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے جس طرح یہ قاضی کے پاس اپنا مقدمہ لائی ہے دوسری عورت بھی اپنا مقدمہ لے آئے.

اور اس لیے بھی کہ اس کا قاضی کے پاس اپنا مقدمہ لانا اس طرح کے ظالم افراد کے لیے ظلم سے رکنے کا باعث اور سبب بنے گا جو اپنی ولایت میں موجود لڑکیوں پر ظلم کرتے اور انہیں برابر اور مناسب رشتہ آنے پر بھی شادی سے روك دیتے ہیں یعنی اس طرح اس میں تین قسم کی مصلحتیں پائی جاتی ہیں:

پہلی: اس عورت کے لیے مصلحت یہ ہے کہ وہ شادی کے بغیر نہیں رہےگی.

دوسری مصلحت: اس کےعلاوہ دوسری عورت کے لیے مصلحت ہے کہ دوسری عورتوں کے لیے بھی دروازہ کھل جائیگا کہ وہ اس انتظار میں ہیں کہ کوئی مقدمہ لے کر جائے تو وہ بھی اس کی اتباع کریں.

تیسری مصلحت یہ ہے کہ: اس طرح کے ظالم ولیوں کو ظلم سے روکا جا سکےگا جو اپنی بیٹیوں اور یا پھر اللہ نے جن پر ان کو ولی بنایا ہے وہ ان پر اپنے مزاج کے مطابق حکم چلاتے پھرتے ہیں.

اور پھر اس میں یہ مصلحت بھی پائی جاتی ہے کہ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بھی عمل ہو جائیگا:

" جب تمہارے پاس کوئی ایسا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر زمین میں لمبا چھوڑ فساد بپا ہو گا "

اور اس طرح اس میں ایك خاص مصلحت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اس طرح ان افراد کی حاجت بھی پوری ہو گی جو عورتوں کا رشتہ طلب کرتے ہیں اور وہ دینی اور اخلاقی طور پر اس کے برابر اور کفو کا ہوتا ہے " انتہی

منقول از: فتاوی اسلامیۃ (3 / 148).

دوم:

اگر عورت کے ایك ہی مرتبہ اور درجہ میں ایك سے زائد ولی ہوں مثلا سگے بھائی تو ان سب کا اپنی بہن کی شادی کرنا صحیح ہے، یہ شرط نہیں کہ بڑا بھائی ہی شادی میں ولی بنے بلکہ کوئی بھی بن سکتا ہے.

مزید آپ مطالب اولی النہی (5 / 72) کا بھی مطالعہ کریں.

اس بنا پر آپ کا چھوٹا بھائی شادی میں آپ کا ولی بن کر شادی کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کے سارے معاملات آسان کرے، اور آپ کو ایسے اعمال کی توفیق نصیب فرمائے جن سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے اور جنہیں پسند فرماتا ہے.

واللہ اعلم .